شعلوں کا ناچ

عوامی تاریخ کا ایک مٹا مٹا ورق

خرم علی شفیق

۲۶ جولائی کو ابن صفی کی اٹھائیسویں برسی ہے۔ جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہر ماہ ابن صفی کے نئے ناول کا انتظار کیا جاتا تھا انہیں شائد یہی احساس کچھ عجیب لگے کہ ابن صفی کی وفات کو اٹھائیس برس گزر گئے ہیں۔ ابن صفی اُردو اور ہندی پڑھنے والوں میں کچھ اسی طرح مقبول ہوئے تھے کہ معاشرے کا لازمی حصہ معلوم ہوتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد بھی ان کی کتابوں کی مانگ برقرار ہے۔ ان کے تمام ناول جن کی تعداد ڈھائی سو کے قریب ہے ان کی وفات کے بعد کئی دفعہ شائع ہو چکے ہیں اور ابھی حال ہی میں بڑے سائز پر اسی نوے جلدوں میں پورا سیٹ دوبارہ شائع ہوا ہے۔ ادبِ عالیہ میں ابن صفی کا کوئی مقام ہو یا نہ ہو مگر وہ اُردو اور ہندی بولنے والے معاشرے (بالخصوص اردو بولنے والے معاشرے) کا ایسا حصہ بن چکے ہیں جو شائد ہمیشہ باقی رہےگا۔

اس ہمیشہ زندہ رہنے والے حصے سے کچھ ایسی یادیں بھی وابستہ ہیں جو ممکن ہے کہ وقت کے ساتھ مٹ جائیں اور یہ معاشرے کی اجتماعی یادداشت کے ایک حصے کے ضائع ہونے کے مترادف ہوگا۔ اٹھائیسویں برسی کے موقع پر اس خصوصی مضمون میں ایسی ہی ایک یاد کو محفوظ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کا تعلق ان کے مشہور ناول شعلوں کا ناچ کی اشاعت سے ہے۔ ان کے پڑھنے والوں میں سے شائد ہی کوئی اس ناول سے ناواقف ہو مگر شائد ہی کسی کو معلوم ہو کہ پہلی اشاعت کے موقع پر کس طرح قارئین نے کئی مہینے اس کا انتظار کیا تھا جس کی وجہ جاسوسی دنیا شائع کرنے والے ادارے نکہت اور ہندوستان کے محکمہ ڈاک کا ایک تنازعہ تھا جو الہ آباد کی عدالت عالیہ تک پہنچا۔

جنوری ۱۹۵۲ء میں جب ابن صفی کے ناول الٰہ آباد سے شائع ہونا شروع ہوئے تو انہیں ناول کی بجائے ماہنامے کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ اس ماہنامے کا نام جاسوسی دنیا تھا اور ایک ماہنامے ہی کے طور پر اس کی رجسٹریشن ہوئی تھی (اسی لحاظ سے ایک زمانے میں اس میں انعامی پہیلی کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا مگر بہت عرصہ جاری نہ رہ سکا)۔ بہر حال ماہنامہ ہونے کی وجہ سے ادارہ نکہت کو جاسوسی دنیا کے ایک شمارے کی ترسیل پر صرف ایک پیسے کا ٹکٹ لگانا پڑتا تھا ورنہ چھ سات پیسے کے ٹکٹ لگانا پڑتے۔ یہ رعایت اُس وقت زیادہ اہم ہو گئی جب جاسوسی دنیا کی ماہانہ اشاعت ہزاروں تک پہنچ گئی اور یہ اُردو زبان میں سب سے زیادہ تعداد میں شائع ہونے والا ماہنامہ بن گیا۔ اُس زمانے میں جاسوسی دنیا کا ہر شمارہ اپنی مقررہ تاریخ اشاعت سے پندرہ روز قبل شائع ہوتا تھا۔

مارچ ۱۹۵۴ کا شمارہ چھبیسواں یعنی سلور جوبلی نمبر تھا۔ یہ دو رنگوں کی چھپائی اور تصویری خاکوں سے مزین تھا۔ سرورق نفیس کاغذ پر چھپا اور ضخامت بھی غیر معمولی تھی کیونکہ 'خاص نمبر' تھا۔ اس کے باوجود اس کی قیمت صرف ایک روپیہ تھی (اُس زمانے میں جاسوسی دنیا کے عام شمارے کی قیمت نو آنے اور خاص نمبر کی ایک روپیہ ہوتی تھی)۔ سلور جوبلی نمبر کی تزئین و آرائش اور کم قیمت نے سبھی کو حیرت میں مبتلا کیا مگر بدقسمتی سے اس کے کچھ ہی ماہ بعد یعنی ستمبر ۱۹۵۴ء میں جاسوسی دنیا کو محکمہ ڈاک کی طرف سے حکمنامہ موصول ہوا کہ ماہنامے میں حالاتِ حاضرہ اور افکارِ تازہ کی شمولیت ضروری ہے ورنہ خصوصی اجازت نامہ منسوخ ہو جائے گا اور زیادہ قیمت کے ٹکٹ لگانے پڑیں گے۔

ماہنامے کی کم قیمت کی وجہ سے ادارہ نکہت زیادہ قیمت کے ٹکٹوں کا متحمل نہ ہو سکتا تھا لہٰذا جاسوسی دنیا میں خبریں، حالاتِ حاضرہ اور ایک قسط وار مضمون کا اضافہ کر دیا گیا۔ 'گوشۂ احباب' کا اضافہ بھی ہوا اور کبھی کبھی نظم بھی شائع ہونے لگی (ایک ناول کے ساتھ جوش ملیح آبادی کی نظم بھی چھپی)! یہ تمام بھرتی کی چیزیں چند صفحات میں نمٹ جاتی تھیں اور اصل چیز یعنی ابن صفی کا ناول جس کی وجہ سے لوگ ہر مہینے یہ شمارہ خریدتے تھے وہی زیادہ صفحات پر محیط ہوتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض چیزوں پر قارئین نے احتجاج بھی کیا کیونکہ ناشر عباس حسینی نے ایک اداریے میں یہ بھی لکھا، "جاسوسی دنیا اور اس طرح کے شائع

ہونے والے تمام ماہناموں میں کچھ ماہ قبل سے آپ تبدیلیاں محسوس کر رہے ہوں گے اور اس سلسلے میں ہمارے بہت سے ساتھیوں نے ان تبدیلیوں کے بارے میں ہمیں لکھا بھی ہے۔"

اس کے بعد ادارہ نکہت کو محکمہ ڈاک کی طرف سے نیا حکمنامہ موصول ہوا جس کے مطابق کم سے کم پچاس فیصد مواد اخباری نوعیت کا ہونا ضروری تھا۔ اس حکم کی تعمیل نہ ہو سکی اور فروری ۱۹۵۵ء میں پوسٹ ماسٹر جنرل یوپی کے حکم سے جاسوسی دنیا کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا گیا۔ تازہ شمارہ شائع ہو چکا تھا مگر اس کی روانگی ملتوی کر کے ادارے نے دستور ہند کی دفعہ ۲۲۶ کے تحت الہ آباد کی عدالت میں عرضداشت پیش کی۔ ۲۱ مارچ کو عدالت نے حکم امتناعی جاری کیا جس کے دو روز بعد شمارہ روانہ ہوا۔

اس کے بعد شمارے دوبارہ وقت پر آنے لگے۔ ۱۲ ستمبر سے عدالت میں بحث کا آغاز ہوا جس میں ادارہ نکہت کے وکیل ستیش چندر کھرے تھے۔ ۲۱ اکتوبر کو جسٹس مہروترا نے ادارہ نکہت کی درخواست منظور کر کے ڈاکخانے کا حکم نامہ منسوخ قرار دے دیا۔ اگر زبان و ادب کا کوئی محقق اس عدالتی کارروائی کی روئیداد بازیافت کر کے شائع کر سکے تو شائد اس سے عوامی تاریخ کے ایک اہم باب پر روشنی پڑ سکے یعنی آزادی کے فوراً بعد کے زمانے میں ادب اور صحافت کا باہمی تعلق کیا سمجھا جاتا تھا اور ان کی حدود کس طرح متعین ہوتی تھیں۔ یہ سارا قضیہ اسی بنیاد پر اٹھا تھا کہ جاسوسی دنیا صحافت ہے یا نہیں اور صحافت کو جو مراعات مل سکتی ہیں وہ ادب کو بھی حاصل ہو سکتی ہیں یا نہیں۔

اس دوران ادارے کی طرف سے کئی بار اعلان ہو چکا تھا کہ مارچ ۱۹۵۶ء کا شمارہ جو ۱۵ فروری کو شائع ہوگا وہ گولڈن جوبلی نمبر ہوگا (یہ اعلان جولائی ۱۹۵۵ء میں شروع ہوا تھا)۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ پچاسواں شمارہ بنتا تھا۔ عباس حسینی کے بیان کے مطابق ہزاروں کی تعداد میں مشوروں کے خطوط آنا شروع ہو گئے تھے۔ ابن صفی نے بھی خاص الخاص کہانی شعلوں کا ناچ لکھی تھی اور واقعی یہ عام کہانیوں سے زیادہ متاثر کرنے والی تھی۔ طباعت کے معاملے میں اسے سلور جوبلی نمبر سے بھی بڑھا چڑھا ہونا تھا چنانچہ اس دفعہ صرف خاکوں کی بجائے اچھی خاصی تصویریں بنوائی گئیں (یہ تصاویر آج بھی ابن صفی کی ویب سائٹ ibnesafi.info پر دیکھی جا سکتی ہیں)۔

اسی دوران نجانے کیا ہوا کہ یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو محکمہ ڈاک کی طرف سے ایک دفعہ پھر رجسٹریشن نمبر کی منسوخی کا حکم آ گیا۔ اس کی تفصیل پر عباس حسینی کے اداریوں سے بھی روشنی نہیں پڑتی ہے۔ ممکن ہے محکمہ ڈاک نے عدالت میں اپیل کی ہو یا کوئی اور قانونی پہلو نکالا ہو۔ بہر حال رجسٹریشن نمبر کی منسوخی کی وجہ سے شمارے کی وسیع پیمانے پر ترسیل مشکل تھی اور گولڈن جوبلی نمبر ضائع ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

قیاس کیا جا سکتا ہے کہ عباس حسینی نے ابن صفی کو کراچی خط لکھ کر کہا ہو گا کہ اگلا ناول تیار ہو تو بھیج دیا جائے تا کہ اُسے پہلے شائع کیا جائے یا پھر کوئی متبادل ناول بھیجا جائے۔ ابن صفی نے عمران سیریز کا تازہ ناول بھیانک آدمی بھیجا ہو گا اور یوں انچاسویں شمارے کے طور پر شعلوں کا ناچ کی بجائے اچانک عمران سیریز کا چوتھا ناول پیش ہو گیا۔

عمران سیریز ابن صفی نے چند ماہ پہلے کراچی سے شروع کی تھی (ایک اندازے کے مطابق یا کتوبر ۱۹۵۵ء میں شروع ہوئی تھی)۔ دسمبر میں ماہنامہ نکہت کے ناول نمبر کے طور پر اس کے پہلے دو ناول خوفناک عمارت اور چٹانوں میں فائر الٰہ آباد سے بھی شائع ہوئے تھے جن کی تفصیل جاسوسی دنیا کے شماروں کے اشتہارات اور "گوشۂ احباب" میں موجود ہے۔ اس ناول نمبر کو ایسی غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ایک ہفتے میں دوسرے اڈیشن کی نوبت آ گئی۔ شائد اسی کو ذہن میں رکھتے ہوئے عباس حسینی نے آڑے وقت میں جاسوسی دنیا کے قارئین کو عمران سیریز کا ناول دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس دوران ابن صفی فریدی اور حمید کا ایک اور ناول لکھ کر بھیج چکے تھے اور یہ پاگل خانے کا قیدی تھا۔ رجسٹریشن نمبر بحال نہ ہوا تھا لہٰذا اپریل کے شمارے کے طور پر یہی ناول پیش کر دیا گیا اور عباس حسینی نے اداریے میں لکھا، "رجسٹریشن نمبر کی اس غیر یقینی صورت حال کے باوجود یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو کچھ بھی ہو گولڈن جوبلی نمبر شعلوں کا ناچ آئندہ ماہ میں ضرور شائع ہو گا۔ یہ فیصلہ بھی آپ کی بےچینیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔"

اس طرح ۱۵ اپریل گولڈن جوبلی نمبر کی اشاعت کی تاریخ قرار پائی مگر اس تاریخ تک کاپی تیار نہ ہو سکی۔ اب دو رنگوں کے خصوصی پوسٹر شائع کروائے گئے جن پر گولڈن جوبلی کے لیے ۲۵ اپریل کی تاریخ اشاعت کا

اعلان تھا مگر ۲۰ اپریل سے پہلے پرنٹنگ مکمل نہ ہو سکی۔ اس دوران لوگوں نے نہ صرف تار اور خط کے ذریعے بلکہ دور دراز مقامات سے الٰہ آباد پہنچ کر ادارہ نکہت کے دفتر میں ذاتی طور پر آ کر اپنی بے چینی کا انتظار کیا۔

اس قدر طویل انتظار کے بعد جب یہ گولڈن جوبلی نمبر کتب فروشوں کے پاس پہنچا تو کچھ ایسا ہوا جس کی اُمید عباس حسینی اور ابن صفی کو بھی نہیں تھی۔ "گولڈن جوبلی نمبر اُردو کی صحافتی تاریخ میں امید و روشن مستقبل کے ایک زرین دور کا آغاز کرتا ہے" عباس حسینی نے اگلے شمارے گیارھواں زینہ کے اداریے میں لکھا۔ "شائع ہونے سے قبل اسکی تیاری اور اس کا انتظار ایک کہانی تھی اور اشاعت کے بعد اسکی مقبولیت ایک ایسا افسانہ بن چکی ہے جو صداقت پر مبنی ہو! اس کا سواگت کس طرح کیا گیا ہے اس کا نظارہ ماہ مئی کی اُن ابتدائی تاریخوں میں ہوا جب جوبلی نمبر کتب فروشوں کی دکانوں پر پہونچا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ امتحان کے نتیجہ کے دنوں میں یا جنگ کے زمانہ میں راشن کی دکانوں پر بھی لوگوں کی ایسی بیقراری اور بے چینی دیکھنے میں نہیں آئی! ہمیں اعتراف ہے کہ ہم کو خود بھی اس بے مثال، عدیم النظیر اور گرمجوشی سے خیر مقدم کا اندازہ نہیں تھا۔ اور آج! جوبلی نمبر کو شائع ہوئے صرف دس دن ہوئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں مقررہ نمبر سے زیادہ چھپوانے کے بعد بھی دفتر میں ایک کاپی نہیں ہے۔ نجانے کتنے ایجنٹوں کے خطوط اور تار سامنے رکھے ہیں جن کی دوبارہ فرمائش پوری نہیں کی جا سکیں! ہزاروں کی تعداد میں خطوط کا ایک ڈھیر ہے جو پھیلا ہوا ہے۔"

گیارھواں زینہ کے 'گوشۂ احباب' کی تمہید میں ادارے کی طرف سے لکھا گیا: "ایشیا کے ہر گوشے سے نیوز ایجنٹوں نے جس طرح تار اور خط کے ذریعہ ہماری ہمت افزائی کی اور جاسوسی دنیا کو یورپ کی شائع شدہ کتابوں کا ہم پلہ قرار دیا ہم اُس کے لئے شکر گذار ہیں۔ جوبلی نمبر کے سلسلے میں مدح و ثنا و تعریف و توصیف تنقید نے جو ایک قیامت خیز صورت اختیار کی ہے۔ ان تمام کی اشاعت ناممکن ہے۔"

اس شمارے میں پہلی دفعہ ابن صفی کی تصویر شائع ہوئی کیونکہ عباس حسینی کے بیان کے مطابق مصنف کی تصویر کے لیے سیکڑوں دستخطوں پر مبنی مطالبات ادارے کو موصول ہوئے تھے! دلچسپ بات ہے کہ گولڈن جوبلی پر تبصرے کے خطوط میں کسی نے ادارہ نکہت کو "فخر ایشیا" کا لقب دیا جس کا ذکر عباس حسینی نے گیارھواں زینہ کے اداریے میں کیا۔ بعد میں یہی لقب پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی

جماعت نے ان کے لیے اختیار کیا!

شعلوں کا ناچ کی کامیابی میں اُس غیر معمولی انتظار کا بھی دخل تھا جو جاسوسی دنیا کے قارئین کو اس شمارے کے لیے کرنا پڑا تھا۔ یہ اتفاقاً ہوا تھا مگر کیا ادارہ نکہت جان بوجھ کر بھی اپنے قارئین کو انتظار کروا سکتا تھا؟ اس کا طریقہ ابن صفی نے چند ماہ بعد یہ نکالا کہ سلسلہ وار کہانی لکھ ڈالی۔ شعلوں کا ناچ میں مجرموں کی جس تنظیم کا قلع قمع ہو گیا تھا اُسے دوبارہ زندہ کیا اور پھر پہلا شعلہ، دوسرا شعلہ، تیسرا شعلہ اور جہنم کا شعلہ نے قارئین میں دوبارہ وہی کیفیت پیدا کر دی۔ کہانی چونکہ ایک ناول میں ختم نہیں ہوتی تھی لہٰذا ہر شمارے کا اسی طرح انتظار کیا جانے لگا جس طرح گولڈن جوبلی کا ہوا تھا اور شعلوں کا سیٹ ہمیشہ ابن صفی کی سب سے زیادہ مقبول اور زیادہ بکنے والی کتابیں بن گئیں۔

عمران پسندوں نے مطالبہ کر دیا کہ کراچی سے شائع ہونے والی عمران سیریز میں بھی سلسلہ وار کہانی شروع کی جائے چنانچہ وہاں بھی چار ناولوں پر مشتمل کہانی سامنے آئی جو عمران سیریز کے پندرھویں سے اٹھارہویں شمارے پر پھیلی ہوئی تھی۔

دوسری طرف جاسوسی دنیا کے پڑھنے والے دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ کچھ قارئین کا مطالبہ تھا کہ شعلوں کے سیٹ کے بعد پھر سلسلہ وار کہانی شروع کی جائے اور کچھ کا مطالبہ تھا کہ پہلے کی طرح منفرد ناول پیش کیے جائیں۔ ابن صفی نے اس کا حل یہ نکالا کہ اگلے چار ناولوں میں ایک کہانی اس طرح لے کر چلے کہ ہر ناول اپنی جگہ مکمل بھی ہوتا تھا مگر کہانی مسلسل بھی ہوتی تھی کیونکہ مجرم ڈاکٹر ڈریڈ بھاگ نکلتا تھا۔

سلسلہ وار کہانی لکھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ابن صفی کو اپنا کینوس وسیع کرنے کا موقع ملا۔ ایک عام شمارے میں کہانی کے صفحات سو سے کچھ اوپر ہوتے تھے اور خاص نمبر میں ڈیڑھ دو سو کے قریب۔ ظاہر ہے کہ چھوٹے سائز کے یہ صفحات ایک بھرپور ناول کے لیے کافی نہیں تھے۔ چنانچہ اس کے بعد ابن صفی نے جتنے بھی ایسے سلسلے لکھے جو چار یا زیادہ ناولوں پر محیط ہیں وہ ان کے بقیہ ناولوں میں ممتاز دکھائی دیتے ہیں اور صحیح معنوں میں اُس دنیا کا نقشہ پیش کرتے ہیں جو ابن صفی کے ذہن میں تھی۔

سلسلہ وار ناولوں میں اس کی بھی گنجائش تھی کہ قارئین کہانی کے درمیان میں رائے دیتے جائیں اور اس

رائے کی روشنی میں کہانی بنتی جائے۔ ابن صفی اس لحاظ سے بھی ذرا مختلف قسم کے مصنف تھے کہ وہ قارئین کی رائے کو غیر معمولی اہمیت دیتے تھے۔ اس لحاظ سے بھی چار یا زیادہ ناولوں والے سلسلے ایک منفرد خصوصیت رکھتے ہیں کہ یہ ایک طرح سے مصنف اور قارئین کی مشترکہ تخلیق ہیں۔

یوں چھوٹے سے آغاز سے پیدا ہونے والی بات ایک بہت بڑے انجام کو پہنچی۔ کسی کتاب یا فلم کی ریلیز میں دو ڈھائی ماہ کی تاخیر آج بھی کوئی بڑی بات نہیں مگر ابن صفی کے گولڈن جوبلی نمبر کے معاملے میں اسی معمولی سی تاخیر نے ایک قیامت ڈھادی اور اس قیامت سے ان سلسلہ وار ناولوں کا آغاز ہوا جو اپنے کینوس کی وسعت کے لحاظ سے اردو ادب میں بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔